جنکو نشان طلب مین تیری ہم پٹک پٹک — جون حلقۂ در پہ رہتی ہی سرکو پٹک پٹک
میری بہی دشت خاک کا کچہ پا بہی چہرچہ — ای جامہ زیب جا نبیو دامن جھٹک جھٹک
مقابل ہو اگر لب کی تیری مصری چہپا جاوی — تیری انکہونسی چشمی کی ہی بادام کہا جاوی
آیا نہ کبہی خواب مین بہی وصل میسر — کیا جانئی کس ساعت سی انکہہ لگی تہی
ابر چہپا یا ہی منہہ برستا ہے — جلد آجا کہ جی ترستا ہے
لی اڑی طرز فغان بلبل نالان ہمسی — گل لی سیکہی روش چاک گریبان ہمسی
شمع کی طرح کون رو جانے — جسکی جیکو لگی ہو سو جانے
رقیبونسی وہ جس دم ہنس ہنسی تہی بولتی — میری ہر شرواسی تب جگر موتی پڑتی تہی
تیری منہ کی تجلی دیکہہ کل رات حیرت سی — زمین پر لوٹتی تہی چاندنی اور شمع روتی تہی
جسطرح لگی دلکو میری چاہ کسیکی — اسطرح نہ لگیو میری آہ کسیکی
اس زلف دراز اپنی کو ظالم نہ کتر دی — کیا فائدہ جو عمر ہو کوتاہ کسیکی
نی نامہ نہ پیغام زبانی نہ نشانی — حالت سی کوئی کیونکہ ہو آگاہ کسیکی
عندلیبونکو وہ گلزار مبارک ہووے — ہمکو یہ سایۂ دیوار مبارک ہووے
رات دن جسکی یہ رٹتی ہو سو الله کری — ایکدن تمکو وہ دیدار مبارک ہووے
سچ ہو منہہ کہتا ہی تو پیا وسکا زبانی پیغام — مجکو باور نہیں جب تک نشانی آوی

مجھسے کرتی ہی بہت کلفت کبھی کیا کیجے
دل میرا لیکن یہ کہتی ہی ہی کیا کیجی

ان تیری دیکھی ہوئی انتو نہین ہین چشم
اسکی تدبیر کہو اب تو ابھی کیا کیجے

جی تنگ ہی اگر چاہو تو وہ سوا اس نہین ہے
کچھ اور جو ڈھونڈو تو میری پاس نہین ہے

خواب ہی مین وصل تیرا ہووی تو ہووے
ظاہر مین تو ملنی کی ہمین آس نہین ہے

یار پردہ مین ہی اور عیش نہین مایوسی ہی
نقش پا یک بہی میری در پی جاسوسی ہے

شیرین

تخلص جناب فیض مآب نجابت انتساب سپهر پرورش رشک نظیر ماه بانو حشمت رضیه سلطان شوکت بلقیس روشن اختر هندوستان سرتاج مخدرات دوران ملقبین نواب شاه جهان بیگم صاحبه والیه ریاست بهوپال ام اقبالها بنت نواب عالی خطاب نظیر الدوله جهانگیر محمد خان صاحب بهادر مشیر جنگ در قلعه اسلام نگر که از بهوپال طرف شمال بفاصله سه کروه واقع است سنه ۱۲۵۴ هجری از عالم ارواح بعالم اشباح خرامیده اند و در کنار عاطفت والده ماجده خود نواب مستطاب سکندر بیگم صاحبه خلد نشین دختر نواب نظر محمد خان بهادر بکمال نعمت و مکنت پرورش یافته و در اکثر علوم و فنون دستگاه حاصل کرده اند نام تاریخی مسعود بخت بیگم و لقب تاریخی مشتری قدر است و مفصل حال فرخ فال آن محیط مرکز جاه و جلال در تاج الاقبال و در دیگر کتب مولفه جناب فلک بارگاه

امیر الملک والا جاہ نواب سید محمد صدیق حسن خان صاحب بہادر شوہر عالی گوہر
جناب ممدوحہ بشرح مبسوط مرقوم ہست بعد رحلت الدماجد خود رئیس شدند
و بطیب خاطر عاطر خود منصب ریاست بادر مہربان سپردند و ولیعہد گشتند بعد
انتقال شان غرہ شعبان سنہ ۱۲۸۵ ہجری بر سریر ریاست نشستند سرکار
از جودت طبع رسا و خیال آسمان پیما شعر فارسی موزون می فرمایند شاہ جہان
تخلص می نمایند و وقتیکہ شعر اردو منظوم می کنند شیرین تخلص قلم می سازند دیوان
اردو کہ سابق در اوائل مشق سخن بجمع و تدوین آن توجہ فرمودہ بودند در سنہ ۱۲۸۸
ہجری بمطبع نظامی کانپور طبع گردیدہ و بعد ازان منظومات جناب عالیہ در دو
بیاض بقدر یک دیوان کلان فراہم گشتہ مگر تا حال بقاعدہ دواوین ترتیب
نیافتہ این است غزلی بدل از یک سفینہ گوہر گنجینہ آنجناب ست و در نظر
ناقدان سخن سلک گوہر خوش آب ست

شیشہ خانہ مین جو آئینہ عذار آئی نظر ‏ چشم مشتاق کو حیرت کی بہار آئی نظر
جب کہ بگھی مین وہ دلدار سوار آئی نظر ‏ لب دریا پہ ولا طرفہ بہار آئی نظر
نیند مین زلف تری مکھ کی ہی ہیری نصیب ‏ گنج تعبیر ہی گر خواب مین مار آئی نظر
عاشق زار کو ہو ہجر کی شب شادی مرگ ‏ خوبی بخت سی پہلو مین جو یار آئی نظر

روز روشن میں اگر زلف تو اپنی کھولے   نور ظلمت سی بدل ہو شب تار آتی نظر
جلوۂ لالہ و گل رنگ بہار گلشن   سرو قد پہ تیری جون نشتر خار آتی نظر

اس زمین میں غزل ایک اور بھی لکھو شیرین
جسکی ہر لفظ سی انداز نگار آئی نظر

رنج راحت ہو مجھی خوش دل زار آتی نظر   عید ہو جائی محرم میں جو یار آتی نظر
صاف آئینہ میرا دل ہی کدورت کیسی   اسمین تم آنکھو دیکھو تو بہار آئی نظر
تیغ قاتل کو گلی ہی میں لگا لیتا ہون   شوق سی ملتا ہی جب یار کو یار آتی نظر
سرمۂ چشم نبی خاک زمین بطحا   دون جگہہ آنکھون میں گر مجکو غبار آتی نظر

دوڑ کر روضۂ احمد پہ ہو شیرین قربان
جلد آنکھون کو خدایا وہ دیار آئی نظر

لطف کیا پاؤگی تنہا دل شیدا لیکر   دیکھئی سیر ہی کچھہ پاس تمنا لیکر
غم سی مرتا ہون تری شرمائی چلن بالین پر   کوی زندہ نکرے نام تمہارا لیکر
ہی اگر پاس تری الفت تو نہ مارو تلوار   داغ دو دور ہی سی ایک طمنچا لیکر
بیٹھی میں آکی مریض غم فرقت کی قریب   لب جان بخش کا نام آج مسیحا لیکر
کس سیہ بخت کی تربت پہ چڑہاتا ہی رونق   تیری زلفونکا اوتارا شب یلدا لیکر

طلب بوسہ پہ گیسو نہ پہانسی تہی بہی ۔ چہوڑ بہی دیتی ہین مجرم کو چہلکا لیکر

حال یوسف کا زلیخا سی یادہ ہو خراب ۔ گرد کہاوین تیری تصویر کا خاکا لیکر

کیون برا مانیگی ہم دست ہین تیغ تیز ۔ گالیان شوق سی دو نام ہمارا لیکر

بدگمانی کا برا ہو کہ در یار سی روز ۔ پہیر لاتا ہون مین قاصد کو خط اپنا لیکر

بی نیازی ہی دکہا دینگی یہ تو نکلی برا عظ ۔ سر تو سجدہ کو جہکا نام خدا کا لیکر

جہوٹی قسمون سی دلاسی تو ند شیرین ۔ دل ہی پہیرا ہی کبہی تم نی کسیکا لیکر

حرف الصاد

صاحب تخلص امتہ الفاطمہ معشوقہ مومن خان دہلوی بود بشیرین کلامی
شکیب از دل سخن فہمان می ربود

رقیبون کا جلنا کہان دیکہتا تو ۔ سمان یہ میری گہر مین آیا تو دیکہا

گنہ کیا صنم کی نظارہ مین زاہد ۔ یہ جلوہ خدا نے دکہایا تو دیکہا

کہولی مین اوسنی پیرہن یوسفی کی بند ۔ تہ کر رکہی نسیم سے کہدو قبای گل

نظر ہی جانب اغیار دیکہتی کیا ہو ۔ پہیری ہی کچہ نظر یار دیکہو کیا آئے

جو خط جبین کا میری کاتب ہی اوسکو ۔ دکہلا نامرا نامہ اعمال الہی

صاحب جو بنایا ہی تم مانند زلیخا ۔ یوسف سا غلام اک مجہی بہیج الہی

صدر تخلص نواب صدر محل یکی از شاہدان بزم واجد علی شاہ ست
و در فن شاعری صاحب دستگاہ

جوش جنون میں اتدن سب سے رہا الگ ‌‌ یعنی چلن الگ الگ لوگ جدا الگ الگ
یعنی لائیں یعنی کو ہاتھ بڑھایا جب او سر ‌‌ منہ کو پھرا کے یار نے مجھ سے کیا الگ الگ
شمع جلانے آئی ہیں آج وہ میری قبر پر ‌‌ چلیے خدا کیواسطے باد فنا الگ الگ
خاک ہو زندگی بھلا تیری مریض عشق کی ‌‌ میں بھی جو ماسی ہوں درد مجھ سی ہوا الگ الگ
ہجر میں خوب خاک اوڑی انکو ہوا نہ کچھ اثر ‌‌ نالی گئی الگ الگ آہ رسا الگ الگ
حسرت و آرزوئی وصل اور مصیبت فراق ‌‌ سب کا ہی لطف الگ الگ سب کا مزا الگ الگ

صنم تخلص مسماۃ درگا طوائف در آگرہ بود گاہی شعر اردو موزون می نمود

چھپایا گر رخ پر نور اپنا ‌‌ جتی گا طالب دیدار کیونکر

صنوبر در شاہجہان آباد از زمرۂ لولیان بود در سنہ ہزار و دو صد و نوزدہ
ہجری جرعہ بادہ تلخ مرگ تجربہ نمود

زندگی تک ہی باہیں وہ لوگ ‌‌ مرگئے پھر یہ آشنا کس کے
وان ندی انکو تو خدا کو نہ ات ‌‌ ای صنوبر یہ بت بھلا کسکے

حرف الضاد

ضیا تخلص ضیائی بیگم زوجہ حکیم انور علی لکھنوی خوش خیال ست تیز

مقال

میں ہوں وہ ننگ خلق کہ کہتی ہی مجھکو خاک اسکو بنا کی کیوں میری مٹی خراب کے
میں نی پوچھا قتل مجھکو کیجئے کا کس طرح بولی غفلت سی کبھی گا ہی نگہہ کی تیر سے
سوتی میں شب جو پیچ کہلی زلف یار کے دعوی دروغ ہو گئی مشک تتار کی
شمشاد گرد سایہ قامت چمن میں ہیں خورشید و مہ شعاع ہیں رخسار یار کے
پیوچہ جو شراب کی منہ سی نہیں ضیا چوسی ہیں ہونٹ تمنی کسی بادہ خوار کے

	حرف الطا	

طالب طالبہ خانم از لولیان شاہجہان آباد زن ذی شعور ست دیگر

حالش پردہ عصمت مستور

طلب کو طلب تھی جو دیدار کے کہلی رہ گئے آنکھ بیمار کے

	حرف الظا	

ظرافت یکے از مستورات شاہجہان آباد و سخنش قابل داد

اوسکی لب میں شراب سے بہتر حسن ہے آفتاب سے بہتر

	حرف العین	

عابدہ تخلص نواب امراؤ بیگم دختر منیک اختر نواب یوسف علیخان صاحب بہادر مرحوم والی رام پور زوجہ نواب زین العابدین خان بہادر ملازم عالی مرتبہ جیبو سر

کشتہ ہین ای عابدہ ہم رنگ گندم گون سے جو
ہے شکل گندم کی بس کافی ہماری قبر پر

عزت تخلص عزت النسا بیگم ساکن مظفر نگر سخنش شیرین تر از زلال نیشکر

قافیہ تنگ ہوا اہل سخن کا کیونکر   ہی میری شعر مین مضمون کمر وکاکل

عزیز ان زنی بود صاحب کلام نمکین از تلامذہ سعادت یار خان رنگین

تم نہ دیکھو گے کبھی ہمین یکبار   ہم تمہین بار بار دیکھین گے

عشرت تخلص عشرت محل بیگم یکی از ازواج واجد علیشاہ اود بود سرود سخن باین آہنگ می سرود

گرمی عشق مانع نشو و نما ہوئے   مین وہ نہال تہا کہ اوگا اور جل گیا

عصمت از زنان دہلی در مدرسہ لاہور برای تعلیم دختران بر عہدۂ مدرسی سرکار انگریزی نوکر بود اتفاقاً شعر ہم موزون مے نمود

لعل لب جان بخش ہی گویا ورق گل   اور رخ پہ پسینا ہی ترا جون عرق گل
یون زمرد گوش اوسکا لچکتا ہی گہر سی   شبنم سی لچک جاتا ہی جیسی ورق گل

عفت تخلص نجم النسا لکھنویہ شاگرد مرزا مقصود و این بیت از وی در گلشن
ناز موجود

ہم جو ای جان جہان تم سی بچھڑ جاتی ہین — صدمین ہوتی ہین قلق ہوتی ہین گھبراتی ہین

عجیب و زنی بود از طوائف دہلی این بیت از دست اسحق بیگ است

غنچہ کو رگ گل کو دکھا مانگ کو کہدو — تصویر مین کھینچے وہ ایسا کمر ایسی

عالم تخلص نواب بادشاہ محل یکی از نسوان شبستان واجد علی شاہ و در
شاعری صاحب دستگاہ

عالم وہ طلبگار تیری ہوینگی اوس دن — جب تازہ ستم اور ہی ایجاد کرین گے

حرف الغین

غریب تخلص امیر النسا بیگم زن نیک نہاد منکوحہ میر برکت علی ساکن
عظیم آباد

لو اور وہ تو جلنی لگا میری نام سی — دل سرد اتو آہ شرربار نے کیا

کھلتا نہ تا بمرگ میرا یہ معاملہ — رسوای شہر مجکو دل زار نے کیا

وہ وہان بزم میں غیرون پر ہے پروانہ وار — مین یہان پردہ مین مثل شمع جل جلکر مرون

حرف الفا

فاطمہ سلطان بیگم در مدرسۂ دہلی نوکر بود دختران را تعلیم نوشت و
خواند می فرمود

تاک میں باغ وہ ہیں تیغ بیاں بھی تیغ کشت
ہم خود بھی ایسے ہیں کہ منایا نہ جائیگا

فرحت فرحت النسا فیض آبادی ست وسخن او سرمایۂ نشاط و شادی

ہیں جلوں اور کری نخیری یوں گم مرغلب
دلمیں ٹھنڈک ہو میری تو ہی نہی حجب محبا

دل لگایا ہی تیری زلف دوتا سی کچھ ہو
سانپ کو چھیڑ لیا اب تو بلا سے کچھ ہو

میں چھوڑونگی سر زلف بتاں ای عشق
میری کیا تجکو پڑی تیری بلا سی کچھ ہو

فرخ بیگم از مخدرات لکھنؤ بود اتفاقاً شعر موزون سے نمود ـــ ۔۔

ہماری قتل کی تدبیر بے تقصیر ہوتی ہے
نگاہ پاک کی شاید یہی تاثیر ہوتی ہے

فریدہ ن دہلویہ در میرٹھ می بود و رقاصی می نمود سخن باین نوا می سرود

ایک ہی زبان کہو تو ہم کو زبان دو
کرتی ہی روسیاہ قلم کو زبان دو

حرف القاف

قادری دہلویہ ہمشیرہ جعفری ہر دو از شاگردان شاہ نصیر دہلوی بودند

شرط وفا یہ تھی غیر کے گھر جائیے
کچھ تو حیا کیجیے جی میں تو شرمائیے

ترس نہ آیا چاہیے اے بت ترسا تجھے
عاشق رنجور کو اتنا نہ ترسائیے

لب سی ہم کبھی اپنی لب لعل کو ۔ شرم نہ کچھ کبھی چہالی سی لگجائی

مین ہون فقط اور تم نام نہین غیر کا ۔ پاؤن میری گود مین شوق سی پہیلاؤ

ہجر مین ایسی قلق دردی سخت ہی مضطر دل ۔ ایکدن اسنی ضرور ملنی کی ٹہرائے

قمر تخلص حیدری بیگم المخاطب بماہ طلعت بیگم از ازواج واجد علیشاہ

اودہ بود در عہد سلطنت

لیگیا قیس سی بہی فوق تہارا وحشی ۔ مرگی دست جنون سی نہ گریبان چہوڑا

ہوگئی نیند بہی ہمسایہ کی تا صبح حرام ۔ مینی نالہ جو کسی رات سر شام کیا

ہجر مین دلکو بیقراری ہے ۔ جوش فریاد و آہ و زاری ہے

انکھین پتہرا کے ہوگئین ہین سفید ۔ کسی بت کی جو انتظاری ہے

قمر تخلص قمر النسا بیگم زوجہ اشرف علی خان مسرور گویند در زن و شوہر نسبت عاشقی و معشوقی مسلم بود ہر گاہ مسرور انتقال کرد در روز سوم قمر ہم

دنبال شوہر طریق آخرت پیمود

جسی لوگ کہتی ہین ماہ درخشان ۔ شرارہ ہے یہ میرے سوز نہان کا

کرین کہہ دو منہ بند غنچے سب اپنا ۔ مین لکہتی معما ہون اسکی دہن کا

خطر سی میری آہ کی ایسا ہوا کا ۔ پتہ لامکان تک نہین آسمان کا

وہاں حضرت دل ہمکو زیست ہو جاتی ہے جو تسکین لطف سر زلف ہو بہو کہتا

قاتل تخلص امجو بیجان طوائف ساکن فیروزآباد دکنش بچہرۂ خوبان خلخ و نوشاد

طلب ہے بحث نہ مشک تتار سی ہمکو | غرض جو ہی تو ہے زلف یار سی ہمکو
صدا جو جانجکی پہونچی ہمارے کانوں تک | تو شوق دل نی نکالا قرار سی ہمکو
ہم ہون اور مجمع یارانہ رندانہ مزاج | ابر گلزار ہوا اور ساقی مستانہ مزاج
گر نہین غیر ورن میں بہکایا تمہیں تو کیا ہوا | بیلی تو اتنا نہتا برگشتہ جانانہ مزاج
راز دل کہیں کا اپنی ملگیا تمرو ہین | راز دان بہی ہو گیا غیر و بسا بیگانہ مزاج
شامیانہ سایہ کمل کا ہی مسند بوریا | ہم فقیر مست بہی رکہتی ہین شاہانہ مزاج
ہو گئی فکر تعلق سی رہائی بچ گیا | ہو گیا مشہور عالم مین جو دیوانہ مزاج

حرف الکاف

کمن بنگ فروش زنی بود در بہرت پور گاہی شعر ہم می گفت این بیت

ازوی شنیدہ شد

آہ مین ہوتی اگر حضرت شبیر کی ساتھ | مارتی شمر موی کو کسی تدبیر کی ساتھ

کنیز تخلص یکے از کنیزان نواب نصرت الدولہ لکھنو ہست کہ بحسن صورت

و سیرت یکتا بود و در نوشت خواند و فن موسیقی گوی سبقت از ہمچشمان خود

می ربود و در حین شتاب بعد ق مرگ خورشید و زیبا روی خود زیر چادر خاک چپید

نقاش بھی اوس بت کا میری نقش جو کھینچا | ساعد پہ نہ پہنچا تھا کہ جو ہاتھ کو کھینچا

جاتی ہی ہو پہ رو تم کہا کرتی ہو کیا | مارتی ہو زندہ کرتے ہو قیامت کرکے

وصل کی شب ہے کا کیا حال ہے ہیچ نازسے | جب تلک تم بند کہو لو گی سحر ہو جائیگی

کیفی تخلص یکی از زبان نسل تیموریست و در دہلی این خستہ وی مشہور

کسکا منہ ہی جو کری مدح تیری پیمبر تجھے | نعت اطہر یہی ہی جب شخص نے کی عجز سے

حبذا ذات تیری مایہ حاجت طلبی | مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

نور تہا تیرا وہاں نور حقیقت سی بہم | دیکھکر موسی عمران ہوی غش ناگاہ

اور تیری رخ تابان پہ ہی کیا ہی عالم | من بیدل بجمال تو عجب حیرانم

اللہ اللہ چہ جمال ست بدین بو العجبی

مہبط روح قدس آپکی خود ذات ہوا | عرش اعظم در دولت پہ کہی صل علی

عظمت رتبہ والا ہو ثنا کس سی ادا | نسبتی نیست بذات تو بنی آدم را

برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

نور ہی تیری منور ہوی یہ شش جہت | ہی بنا تونے بنای فلک و ہشت بہشت

ز فلک بہشت جنان کی نخوش آتی گلگشت   شب معراج عروج تو ز افلاک گذشت

بمقامی کہ رسیدی نرسید ہیچ نبی

حق تعالی نی کیا آپکو ابر اکرام   تجھسے خندان ہی لب غنچۂ امید انام

ہین شجر اور حجر غرق سحاب اکرام   نخل بستان مدینہ ز تو سرسبز مدام

زان شدہ شہرۂ آفاق بشیرین رطبی

ذات نوری نی بلسارہ جہان عالم نور   اور فروغ اسکی سی ہی ہر خانہ ہی بیت المعمور

رب عزت کو جو اعزاز عرب تہا منظور   ذات پاک تو دین ملک عرب کرد ظہور

زان سبب آمدہ قرآن بزبان عربی

رتبہ وہ تیری سگ کو کا ہی ای شاہ امم   سر بپا اوسکی رہا شیر فلک بہی ہر دم

رشک اعزازی ملایک ہی سوا ای آدم   نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم

زانکہ نسبت بسگ کوی تو شد بی ادبی

فرقت روی مقدس مین نہین تاب حیات   زہر پیاوین پلائین جو ہمی آب حیات

تشنۂ وصلت اقدس نہین سیراب حیات   ما ہمہ تشنہ لبانیم و توئی آب حیات

لطف فرما کہ ز حد میگذرد تشنہ لبی

چشم ہی آپسی ای شاہ سرافراز نظر   نظر لطف سی عصات پہ ہو باز نظر

تاکین جلد برین پی بہی وہ با ناز نظر | چشم رحمت بکشا سوی من بند از نظر
ای قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

درد عصیان سے ہی بیتاب نہایت کیفی | حکمت لطف سے اس درد کی ہو تم شافی
عازم درگہہ کیفی ہی بمثال قدسے | سید انت حبیبی و طبیب قلبی
آمدہ سوی تو قدسی پی درمان طلبی

حرف کاف پارسی

گنا از نسا لکھنو زمین و زبانش شیرین و کلامش نمکین طبعش رنگین

یقین کیجئی دولت سرا مین یار نہین | دل تپیدہ پہلو مین جو قرار نہین
نہ مجکو دیجئی بوسے مین آپ لیلونگی | مین آپ ہی تو اٹہا لی کسیکی بار نہین
بنایا مجکو زمانہ نے آخرش چو رنگ | کیا نہ کونسا یاروں نے مجہہ پہ وار نہین
فلک نے وہی جو گنا تو اندنون صاحب | بغور ہمنی جو دیکہا کسیکی یار نہین

گوہر خانم از خاندان خوانین کابل ست چون از گردش ایام چندین مرتبہ سدوزئی و بارکزئی از کابل و قندہار در ظل حمایت دولت انگلشیہ پناہ گرفتہ در پشاور و لاہور و دیگر دیار پنجاب آمدہ توطن کردہ اند این ضعیفہ نیز آمدہ در لودہیانہ جا گرم کرد فارسی و پشتو خود زبان اوست مگر از طبع

رسا در ردو وصل کلی پیدا کرد شعرے گوید وخوب میگوید ۞

عشق کیسا بلا ہوا صاحب
کس سے کہیئے یہ ماجرا صاحب

غیر اچہا ہی ہوگا اپنی لیئے
ہمکو کہتے ہو کیون برا صاحب

ستم کر جور کر ظلم و جفا کر
پر ای ظالم کبہی مجہسے ملاکر

لجاکر شرم کہا کر کسمسا کر
دیا بوسہ مگر کچہ منہ بنا کر

ہماری دل مین ہی تصویر جانان
جو چاہا و یکہلی گردن جہکا کر

مچل جائیگی طفل اشک میری
نہ حاصل ہوگا کچہ مجکو رلاکر

آپ کی جانثار ہم سبہی ہین
عاشق دلفگار ہم سبہی ہین

ہوشش وگلعذار ہم بہی ہین
ایک بت نوبہار ہم بہی ہین

زاہد ہم سے کیون تنفر ہے
سنعت کردگار ہم سبہی ہین

امتحان میں فنا تو ہووے گا
تم بہی ہو اور یار ہم سبہی ہین

درد کہتا ہی مجہ سی غربت میں
تم نہ گہبراو یار ہم بہی ہین

پسیح کہا ہی کسینی ای گوہر
اپنی مطلب کی یار ہم بہی ہین

بس اوٹہ گیے رسم دلگی سے
رو دوی وہ جو بات کی ہنسیکی

ابرو کو جو تیری تیغ باندہا
یہ بات تہی اک رد وارد ہیکی

چلنی داغوں سی دل ہی گوہرؔ　　انگیا ملی ہمکو سوتیے کی

آئی ای جان عالم آئیے　　اپنی بندہ پہ کرم فرمائیے

عید آئی اور گیا ماہ صیام　　چاند سا منہ آج تو دکھلائی

سال بھر گذرا امید وصل مین　　عید کا دن ہی گلی مل جائی

ایک گھڑی ہی بیٹھنا دو بہ !　　دلکو سمجھا لینگی اچھا جائیے

وصل کو کہتا ہون جب مجھسی مین　　ہنسکی کہتی ہین کہ منہ بنوائیے

گوہر تخلص مسماۃ لال جی بیگی از کسبیان لکھنو بود ترانہ سحر بیان

اندازی سرود

حسرت و یاس و الم اور غم تنہائی ہی　　اپنی قسمت مین یہی انجمن آرائی ہی

تھا ابھی ذکر تمہارا کہ ابھی تم آئے　　میری تاثیر زبان کھینچ کی لی آئی ہی

مژدہ ای شوق ہم آغوش کہ جاگی ہی نصیب　　لیکی انگڑائی وہ کہتی ہین کہ نیند آئی ہی

روح پیاسی گئی کس مست کی میخانہ سی　　می اڑی جاتی ہی ساقی تری میخانہ سی

راہ مین ملگیا بت خانہ بہلی کو زاہد　　کعبہ کو جا ہی چکا تہا تری بہکائی کو

حرف لام

لطیف تخلص لطیف النسا بیگم عظیم آبادی کہ شعر فارسی ہم میگوید۔

یہ طفل اشک میری جس گھڑی گرتی پڑتی ۔ تو پہر ہزار سنبھالو نہیں سنبھلتی ہیں

لطیف مسماۃ لطیفن کسبی ساکن علی گڈہ کول

نہ دیکھا ویسے کبھی بھی اشتباہ ہی ۔ در دروازہ کی طرف میری ہر دم نگاہ ہے

لال لالن کسبی ساکن سہارنپور سخنش چون شراب و آتشہ انگور

جعد مشکین میں تیرے اشق کی ہان رخ صاف

اگی عکس سے یہان سانپ کی من میں لالی

حرف میم

ماہ تخلص منجھلی بیگم ہلویہ کہ بیرون لاہوری دروازہ مسکن داشت ٭

ماہ کا ہیڈ ہوا جاتا ہی ابرو دیکھ کر

دیکھ لو بسکر کی نکلا آج وہ شکل ہلال

محبوب تخلص محبوب محل یکی از ازواج واجد علی شاہ اودہ داشت ٭

اٹھا سکی نہ مصیبت فراق یار میں روح ۔ نکل گئی تن لاغر سی انتظار میں روح

ہزار مرتبہ تجھپر سے میں فدا کرتا ۔ اگرچہ ہوتی میری پیاری اختیار میں روح

جو آنا ہو تجھی مد نظر تو آ ظالم ۔ نکل نہ جائی کہیں تیری انتظار میں روح

نہ نکلی حسرت دل ایک بہی کہ موت آئی ۔ ہمیشہ تڑپیگی تیری لئی مزار میں روح

نہین ہی ہجر کی تنگی سی کچھ بھی مین وحشت — رہیگی بعد فنا بھی ہی کوی یار مین روح

جوانی نزع کی ہی وقت دم مسیح جمال — مریض ہجر کی آجای جسم زار مین روح

تری فراق مین جین زندگی گذرتی ہی — ہی کرب قبر مین جا پری اور اضطرار مین روح

ہی آرزو تری ہاتہو نسی قتل ہونی مین بھی — لگی ہوئی ہی تری تیغ آبدار مین روح

اُسی کی حکم مین ہی موت زندگی مجبور — حقیقت ہی بنا دست کردگار مین روح

مخفی تخلص نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ اہل بیت میرزا قادر بخش شہزادہ دہلوی از نسل تیمور

خدا جانی کیا بات ہی اسمین مخفی — کہ اس جسم پر جیکو بیتا تا بہت ہے

مشتری تخلص قمر جان از طوائف نامی لکھنو ابجو بزبان آغا علی شمس استاد اوست و کلامش درارد و زبان عنبر بوست صاحب دیوانست و روشناس شاعران

میری آغوش مین وس مہ کو پا کر انجم — رشک سی جلتی ہین مانند شرر وصل کی رات

اختر چرخ نہ کیونکر فرش کی گل بوٹی ہون — جلوہ افگن ہی مرا رشک قمر وصل کی رات

ناحق ہین ناز حسن سی بی نیاز یان — بندہ نواز آپ سیکی چند ایسین

تہی جسنی مجھی پھول چڑھانیکی توقع — کانٹی ہی وہ لیکر میری مدفن پہ نہ آئی

پیمان عرش پر چراغ ہی اور خاکساری مین — جسکی جگہ پہ لوٹتی ہی وہ ہم غبار گیر

بوسہ اوس بت کی جبین کا لیا چندن ہوکر — ہوا ہمدوش مین زنار برہمن ہوکر

گو رخ چومکی ہم زلف کا بوسہ لیکر گئے — پہونچینگی کشور تاتار مین لندن ہوکر

برساکری ہی جدائی مین تری پرسو سے — ابر دیدہ کبھی بہادون کبھی ساون ہوکر

لوٹی کو گل نظارۂ رخسار صنم — پردۂ دیدۂ تر پہیلی ہی مین دامن ہوکر

گو رخ بوسہ سی نیلا ہوا و غیظ سی سرخ — نشتر بن گیا لالۂ گل سوسن ہوکر

دسترس پا لینکا جب کسی ڈھب سی نہ ہات — پہونچا دل ساعد محبوب مین کنگن ہوکر

دوستی کی دل ہمدرد لی بی دردی سی آہ — دشمنی دوست لی کی مشتری دشمن ہوکر

دلسی اخلاص گہٹا لطف گہٹا پیار گہٹا — پر نہ وہ ناز ترا ای بت عیار گہٹا

بیوفائی سی تری اور وفاداری سی — دل کئی بار بڑہا اور کئی بار گہٹا

خود فروشی کو جو نکلا وہ عزیز عالم — نرخ حسن مہ کنعان سر بازار گہٹا

کین سی آئین ہی سینی کی گہٹا مین ستون — بارش دیدۂ تر کا نہ کبھی تار گہٹا

مشتری ہجر کی شب مدّ ابھی طبع فغان الم — تاری بجلی نظر آتی ہین شب تار گہٹا

بل کی لینی نہ شتی چیر سی کیونکر گیسو — سر چڑہی ہین تیری ای آئینہ پیکر گیسو

دو شہپر پری نکلی وہ او رہی شانہ پہ سوار — مرتبی مین ہین سلیمان کی برابر گیسو

صاف چوٹی کی یہ تہہ آئی ہیں تشبیہیں — چہرہ آئینہ ہی آئینہ کی جوہر گیسو

چہرہ بالوں میں ہی اور پیش نظر آئینہ — گیسوں میں آئینہ اور آئینہ کے اندر گیسو

پاس اغیار ہو کیا جب کہ نہیں یار کا پاس — بل کی شانے سی ہی لیتی ہیں اور الجھکر گیسو

چال ہو چال ہی انداز و ادا قہر و بلا — قد جو محشر ہی تو ہیں فتنۂ محشر گیسو

اہل تنجیم کو ثابت ہوی آثار کسوف — مشتری دیکھی جو اوس ماہ کی زنجیر گیسو

معشوق تخلص حیدری خانم نام ساکن فیض آباد سخنش مفرح فواد
مانند بوی زباد

پان کہا کر جو کہیں تہوکدیا اوس گل نے — رشک یاقوت بنی باغ کی کنکر پتہر

مغل تخلص پیاجان روی نو محل خنیاگران هرگاه عهد شبابش وداع فرمود از منهیات شرعیه توبه نمود و مردانه در بروی اغیار بست و در گوشهٔ عافیت بیاد خدا بنشست این سه غزل طبعزاد اوست هر چه گفته بهت نیکوست

جستجو تیری مجھی بعد از فنا تھی میں نہ تھا — روح میری طائر قبلہ نما تھی میں نہ تھا

نعش جون لیوو میری کیون نہیں پا کے لگے — پانون لگتی جو تیری لیا بس حنا تھی میں نہ تھا

میری ہوتی غیر کو تونی بلایا کس لیے — اوسکا قرینہ یا تمہاری جفا تھی میں نہ تھا

زیب یاں ہار گل تھی اور ہی جام زر گ — سبط جو بھی یا شغف جو نغمہ تھی میں نہ تھا

زلفکی بوسہ پہ ناحق مجھپہ برہم ہوگئے — یہ دل سوزی کی پیاری سی خطا تھی پر تمہین
شاخ گل گلشن مین پھر اسطرح مروڑا ہی ہاتھ — اے تغافل کیا کبھی اس گل کا ساتھی مین نہ تھا

دیگر

حال دلکا کرون جو کچھ اظہار — واجب الرحم سمجھے وہ دلدار
لیک ہی مہر خامشی لب پر — چپکا بیٹھا ہون مثل نقش جدار
ہے توقع یہ اپنے نالون سے — جلد ہون سینۂ عدو سی پار
دیکھی کب خدا ملاتا ہے — یار سی یار کو دوبارہ یار
راتدن اسکے شغل تصور مین — مثل بلبل رہون ہون زار نزار

دیگر

بی وفائی نکر خدا سی ڈر — خود نمائی نکر خدا سی ڈر
بحر الفت کی انتہا ہی کہان — آشنائی نکر خدا سی ڈر
بیوفاون سے کیا وفا ہوگی — آشنائی نکر خدا سی ڈر
ظاہری زہد کو بہی دیکھ لیا — پارسائی نکر خدا سی ڈر
ترت حیا کچھ بہی دین و دنیا کی — بی حیائی نکر خدا سی ڈر
کیوں جلاتا ہی اور مارتا ہے — بت خدائی نکر خدا سی ڈر

دست نازک کا کچھ خیال اور کہہ　　یون کلائی نکر خدا سے ڈر
باز آ ظلم سے تو خیال ظن　　یہہ سلائی نکر خدا سی ڈر
وہ برا ہے تو اوسکو ہوئی ڈر　　تو برائی نکر خدا سے ڈر
منتون سے منا رہی ہی وہ　　اب ڈھٹائی نکر خدا سی ڈر
ہی مغل رات دن تیری قربان　　اب جدائی نکر خدا سی ڈر

منور تخلص منور جان ساکن کرنال زینت مطربہ و نازک خیال

خوبی کر دیکھا ہر ایک سی بت عنا اخلاص　　جب سے نقش تیری دلپہ ہمارا اخلاص
تم سنو یا مت سنو ایجان من　　پردعا ہر صبح دیجاتی ہین ہم

مہتاب تخلص مسماۃ جنیا ساکن بریلی زن رقاصہ بی حجاب

دل اوٹھاتا ہی میرا جور و جفا کیا کیا کچھ　　آہ کرتا ہی وہ عیار دغا کیا کیا کچھ

مہر تخلص جنیا جان ساکن کرنال لولی خوش مقال ست زن صاحب جمال

بوقت نزع بالین پر میری آئی تو کیا آئے　　دم آخر جو تمکو ایکدم دیکھا تو کیا دیکھا
یون چمکتا داغ ہجران ہمرے سینہ مین ہے　　جسطرح فانوس مین عز زیر پیراہن چراغ
ہمکو سینہ سی لگانا چاہئے　　غیر کی چھاتی جلانا چاہئے

مہک تخلص گلشن جان لولی پیشہ خوش اندیشہ در لکھنؤ مے باشد

و گل اثری سخن از نہال خامہ بدین رنگ می فشاند

کبھو کی تم نہیں سب ہے عزت و توقیر عبث
ہر جگہ بیہودہ ہی اتری ہوئی تقصیر عبث

یعنی تیری لئی درگاہ ہو نہیں چلی باندھے
تاکہ ہر چاند تو آج آتی کدہر وصلکی رات

غزل

ہی مزاج اپنا موافق ہی نہ بیگانہ مزاج
آجکل وحشی طبیعت ہے تو دیوانہ مزاج

شوخیاں یہ شمع سے کرتا ہی جلنی کی لیے
کسقدر رکھتا ہی گرما گرم پروانہ مزاج

یعنی ناحق داستان ہجر کہدی یار سی
اور برہم ہو گیا سنکر یہ افسانہ مزاج

تمکنت کی غیر عادی ہین انہین سی کیجیے
ہم غریب ہو لینی نہ اونہی گا امیرانہ مزاج

جھوم کر فصل بہار آئی جنون ہی جوش پر
نات۔ آدمی کیا جانور بھی سب ہین دیوانہ مزاج

دین کا کچھ ہوش ہی مجکو نہ دنیا کا ہی
دل تو مستانہ رہا کرتا ہی فرزانہ مزاج

دیکھیی کسطرح بنتی ہی محبت ای ہما
ہین فقیرانہ مزاج اونکا امیرانہ مزاج

معشوق۔ تخلص صالحہ جان بیوہ دن در کلکتہ میباشد و حلق مشتاقان

بخنجر کلام می تراشد

جو کبھی تم سی کرو تم اوسکے جانانہ مزاج
ہم فقیر جو لینی نہین ہی شاہانہ مزاج

دولت حسن خداداد و یہ بخل ایسا عزیز
ای حسینو چاہیی تمکو کریمانہ مزاج

یا چھپین تھی کا زجیب لیلی پوشیدہ نہیں — یا چھپین ہی یا اب نہیں چھپتا ہی چاند مرا
حضرت ناصح سی سیدھی بات بھی کرتا نہیں — اسی پہ سے کرتا ہی کہنا تیرا دیوانہ مزاج
پڑگیا پرتو مگر زلف سیاہ یار کا — بل کئی لیتی ہی نگر کرتا ہی شانہ مزاج
ہو جوان نام خدا انکھیکیون کے دن نہیں — سوچتی کچھ تو صنم تاکی چھلانہ مزاج
کر دیا معشوق کو سودے اک معشوق نے — ہو گیا عشاق کی ہاتھ سند دیوانہ مزاج
نام سنتی ہین مگر دیکھی نہین وصل کی رات — ہو گئی کیا گرہ سوی کمر وصل کی رات
شام ہی کو وسی جاتی ہوتی ہینی دیکھا — سنتی تھی ہاتھ پھلی کو کرتی ہی نمود وصل کی رات

مخمور تخلص حسینی جان لولی پیشہ نیست در بنارس قیام دارد و شراب
ناب سخن از خمخانہ طبع سرشار بدین رنگ برسے آرد

شفا نہو گی مسیحا سی کہدو چارہ گرو — مریض فرقت جانان کی کچھ دوا نہ کرو
شہید ہم ہین ہمین احتیاج غسل نہیں — کسیکی تیغ کی پانی سی ہین نہائی ہوئے
ہمیشہ آپکا مخمور مست رہتا ہے — شراب وصل کی نشی مین لیے جاتی ہی جھومے

مطلوب تخلص افضل النسا لکھنویہ مقیم کوہ شملہ

چشمک نا زتھی یا جان گسل خنجر تھا — پارہ پارہ کیا مژگان نی جگر وصل کی رات
کیون نمک پاشی ہو زخم جگر پر مرہم — مسکرانا تیرا ای رشک قمر وصل کی رات

پانو مین جو جستی کی ہی لعت جنونکا حلقہ   انکہہ دکہلاتی ہی یہہ حلقۂ زنجیر محبت

حرف النون

ناز تخلص پنج زن نبظر گذشت و ناوک سحر البیانی شان بر دل نشست
اول ہیجان طوائف ساکن فرخ آباد سخنش نشاط افزا چون شب بغداد — بیت

زہرہ بلائین لینی لگی آسمان پر   توڑ الیا جو ناچ مین اوسنی اوٹہا کی ہاتھ
اونکو جاتا تہا میری پاس سے گر وقت اخیر   شکل اکبار مجہی اور دکہاتی جاتے
ناتوانی کا برا ہو نہین اوٹہنی دیتے   رہگئی کوچۂ دلدار مین جاتی جاتی
اونکی محفل مین کہان ہی غیر ہونکا گذر   دیکہہ لیتی ہین مگر راہ مین آتی جاتی
سر محفل مین قسمیں ہنسی او لجہہ پڑتا ہون   گو وہ ہر بات پہ زانو مین باتی جاتی
خیرہ رہی ہین کیا یاد کرینگی ای ناز   دل مین مین انکو دی جاتی ہین جاتی جاتی
ناتہہ پہنچی ہی جیب کو دہو سنیتے   بحر الفت مین دل ڈبو بیٹہے
ہم تو جاتی ہین او ستم ایجاد   تیری پہلو مین چاہی جو بیٹہے
میری تربت دکہا کی کہتی ہین   اپنی ہاتہون یہ جان کہو بیٹہے
ای عزیزو نہ بازو و گلہ کرو   تم تو بیکار دلکو کہو بیٹہے

رباعی

کچہ حال فراق ہمسو اکثر سے پوچھے — پر پوچھتی ہین اگر حال پہر سے پوچھے
غیروں سی کہان ہی باونکو فرصت ای ناز — کہتی ہی کسی روز تو کیونکر پوچھے

رباعی

بگڑی ہین ہمسی تم کہ غصا نکیا — لیکن ہمنے کبھی یار شکوا نکیا
سب ظلم سہی خوشی سہی ہمنی تا بتک — غیروں سی ملی آپ یہ اچھا نکیا

دوم گانی خانم طوائف ساکن شاہجہان آباد • وکلامش دلکش تر

از دستکاری فرہاد

وصال یار کا سامان جہان بنا بگڑا — ہمارا کام یہ ہین یہ زمان بنا بگڑا
تمہاری پانونکی ناخن کی ہمسری کو ہوئے — ہلال لاکہہ سر آسمان بنا بگڑا

ہماری چین لگی پہ ہزارون صاد کرتی ہین
یہ اونکی عین عنایت ہی کرم ایزاد کرتی ہین

تم تو اترا گئے جفا کر کے — ہمنے مارا نہ دم وفا کر کے
ہمنے دکہلا دیا کمال عشق — ابتدا ہی مین انتہا کر کے

غلط فہمی ہی اپنی آپکو ہم باوفا سمجھے — برا ہو کہ ہوا نا آشنا کو آشنا سمجھے
ہم اول زلف کو زنجیر پائے ام بستہ سمجھے — ہزارون پیچ ہون جسمین اوسی انسان کیا سمجھے

نہیں ہم دوست سمجھی تمکو نادان شنا اگر — نہیں نادان ہی تمھا جو ہم سمجھی تھی سب

سوم جہاں آرا بیگم زنی بود از نسل تیمور در شہر دہلی بسخنوری مشہور

سنو رہی یاد اوسکی بی وفا نے کا — پس نہیں چلتا وہان رسائی کا

دام زلف سیاہ اوسکی سے — نہ بنا کوئی ڈھب رہائی کا

گر غلامی علی کی تو ای ناز — ہی اگر دہیان پادشائی کا

مجھسے روٹھا وہ یار جانی ہی — جان جانیکی یہ نشانی سے ہے

چہارم مسماۃ امیر جان از فرقہ طوائف لکھنو خوش بیان

اپنی پہلو مین جگہہ دی سر محفل مجکو — دلہی یار نیکی دیکھہ کے بیدل مجکو

الفت یار سی بس ہیچ کا نہ حاصل مجکو — خاک مین خوب ملائیگا میرا دل مجکو

لیگیا بام پہ وہ حور شمائل مجکو — آج معراج کا رتبہ ہوا حاصل مجکو

کرکی تیغ نگہہ ناز سی بسمل مجکو — دیر تک غور سی دیکھا کیا قاتل مجکو

جسکا دیوانہ و سرگشتہ پہرا کرتا ہون — اوسی لیلی کا دکہاوی کوئی محمل مجکو

او ستمگر تو مہمان ہون کوئی دم کا ذرا ٹہر — کیا چلی جاوگی اب چھوڑ کے بسمل مجکو

بدگمان ہم تو قسم کہانی کو بہی جا نثر ہون — کیون اوٹہاتی نہیں غیرت ہی ہو حائل مجکو

آنکھہ ملتی ہی ہم خوبی کا ہوا یہ نقشہ — دل رلایا کیا پہرون لب ساحل مجکو

سبب گریہ ہین اس چشم کرم سی کہتا — جو خدا اوسی ملاتا لب ساحل مجکو

گریباں پارہ نہ کیون غیر سی میری آگی — صفت شمع جلایا سر محفل مجکو

چشم احباب مین افزون ہی مری عزت کیسی — تم جو تو کہکی پکارو سر محفل مجکو

نالہ و آہ و بکا کا ہی دل داغ جگر — اوس قمر کی ہوا الفت مین حاصل مجکو

زلف پیچ کا دیوانہ سمجھکر جلاد — موسم گل مین پنہاتی ہین سلاسل مجکو

اوبہی بعد فنا مرتبہ عالی ہو جائی — گر کری اپنی شہیدون مین وہ داخل مجکو

قیس کی شکل ہی مجنون کسی لیلی کا تمیز — دل لئی جاتا ہی کیون جانب محمل مجکو

ناز احباب کی خاطر سی کہی ہی یہ غزل — گو کہ دیتا تہا اجازت نہ میرا دل مجکو

نجم تخلص بندی جان طوائف آوارہ ساکن شہر آرہ

کچھ تو بولو ہمنوا ای رشک قمر وصل کی رات — پہر خدا جانی کب آوی تیرے گہر وصل کی رات

منہ سی بولو تو سہی کاہیکو گہبرا ہی گئی — بات کی تاب مین ہوتی ہی سحر وصل کی رات

نازان تخلص ننی جان طوائف معروف بہ چہل بل ساکن کلکتہ

ہو مبارک تمکو ای ناصح حکیمانہ مزاج — ہم تو رکہتی ہین سودائی کبہی مجنونانہ مزاج

وہ ترا عاشق ہی جو کل تک تہا فلاطون ای پری — کہہ رہا تہا آج ناصح اوسکو دیوانہ مزاج

رشک مہر و ماہ کیونکر اب نہ کہی آپکو — آسمان پر آج کل رہتا ہی جانانہ مزاج

منکر الفت کو جو تجھ سی کہی رہا ہی ناصحا — کب تعول وسلو کریگا کوی فرزانہ مزاج

داغ سودا کا ہی اقلیم صحرای جنون — ای پری ہی تیری دیوانوں کا شاہانہ مزاج

واہ وا ای عشق کیا کہنا ترا شاباش ہے — ہو گیی اپنی یگانہ ہمسی بیگانہ مزاج

ناز گر نازان جناب شیخ کو طاعت پہ ہے — اوسکی رحمت پر ہین نازان جو ہین رندانہ مزاج

جذبۂ دل نے دکہاتا جو اثر وصل کی رات — وہ کسیطرح نہ کرتے میری گہر وصلکی رات

پاؤن پڑکر کی جو ہم کہتی ہین مطلب اپنا — کچھ وہ شرما کی جہکا لیتی ہین سر وصلکی رات

بخت خفتہ کبہی جاگی گا نہ مجھ وحشی کا — غل مچاتی ہی میری پاؤن کی زنجیر عبث

نازک تخلص مسماۃ زینت لولی پیشہ خوب صورت کہ در دہلی می بود

یاد آتی ہی ان آنکھون مین آمد و رفتہ کر — ساقی می گلرنگ سے جب جام بہری ہے

ہی نالہ و زاری کا میری شور فلک تک — پر وہ بت گلفام کہین کان دہری ہی

نازک تخلص مسماۃ فتنہ جان یکی از کنیزان شبستان میرزا شاہ رخ بہادر
شہزادہ بود بعد وفات شہزادہ مدتی در زمرۂ خنیاگران بسر نمودہ بنا
در عقد شخصی از یاران خود در آمد و زنانہ بدکاری اولب آمدہ از معاصی
تائب گردید گاہ گاہی شعر میگفت آنچہ یافتہ شد می باید شنید +

کہتا ہون مین خدا سی یہ اب با جرای دل — ایسا نہو کہ پہر کسی بت پہ آی دل

ڈرتی رہو خدا سی بتو ظلم مت کرو ۔ ایسا نہو کہ تمکو کوئی جی جلا ہی کہی

بس جا چکی بہت یا انسی باتین بنائیے ۔ تمکو نسی ملکی چہینکی جو ایسا ستاوی گی

نازک شب فراق مین اتنا نہ روئے ۔ اشکونکی جا نکل نہ پڑین لخت ہائی دل

تجمیعن زنی بود در دہلی لولی پیشہ در فن شاعری خوش اندیشہ

تاک دیکھو بعد مرگ میری انتظار کو ۔ نرگس نے چہالیا ہی ہماری مزار کو

نزاکت تخلص سماۃ جہو طوائف ساکن نارنول از فیض صحبت شیفتہ مولف تذکرہ گلشن بیخار سلیقہ شعر گفتن بہم رسانیدہ بود نغمہ سنجی باین قانون و آہنگ

نے سرود

بسکہ رہتا ہی یار آنکھون مین ۔ ہی منظر بی قرار آنکھون مین

محفل گلرخان مین وہ گل رو ۔ لیگیا دل ہزار آنکھون مین

سر پہ خاک پا عنایت ہو ۔ آگیا ہی غبار آنکھون مین

یاد آئی کمر جو گلشن مین ۔ ہو رگ گل بنی خار آنکھون مین

کبھی جو رقیبونکی برائی تو کبھی وہ ۔ بیجا وہ ہی مجہ وفادار جو ایسونسی نباہی کی

پڑا ہی خون دل سر سی قدم تک جا بجا میری ۔ بنایا ہی مجہی گویا کہ خاک کوی بتان کی

کہتا ہی آپ ہی ہی کیا عاشقی غلط ۔ گر کیسی تیری عہد مین نسبت ہی یہ

کیون نہ مین قربان ہون جفتِ کجی نازکر ۔ ہمکو جفا کا ہی شوق اہلِ وفا کون ہے

میری شوقِ پنہان کی تاثیر دیکھو ۔ کہ دلدار بھی دلربا جانتا ہے

نزاکت ہون پر ناتوان محبت ۔ لطیفہ میری نام کا جانتا ہے

کملائی ہی گرمی نگہہ سے وہ گل اندام ۔ اللہ یہ کیا لطف کی نازک بدنی ہی

کیا کیا عذاب اٹھائی ہین انکو عشق سے ۔ جز نام اب تو کچھ بھی نزاکت نہین ہے

ہون نزاکت دل کوئی کیا ذکر ۔ دمِ رخصت تری سنبھال سکی

نامنصفی اور ای بت بیدادگر ایسے ۔ چاہت تیری غیرونکو بھی ہوگی مگر ایسے

کہتی ہو علاج آپ کرینگی خفقانکا ۔ جی کا ہی ٹھہریگا سنائی اگر ایسی

حیران ہی اگر چاہکی تقدیر تو ظالم ۔ تقصیر نہوگی کبھی بار دگر ایسی

رسم تیری مین دشمن کو چھپاتا ہی تو قاصد ۔ کہتا ہی کسی سی کوئی نادان خبر ایسے

نزاکت تخلص مسماۃ کندن طوائف متوطن دہلی ساکن جیپور سخنش اینست

عیش و سرور

بلبل زار ہون تو تیرا ہون ۔ مین گرفتار ہون تو تیرا ہون

ان فرشتون کو واسطہ مجھسے ۔ مین گنہگار ہون تو تیرا ہون

خواہش دین نہ کام دنیا سی ۔ مین طلبگار ہون تو تیرا ہون

ہون بندا اچھا کبھی مسیحا سو — مین مجھ بیمار ہون تو تیرا ہون

سجدہ کروانہ غیر کے آگے — بندہ ای یار ہون تو تیرا ہون

ہمین غیروں سی بہڑکاتی ہین آپ ام کرتی ہین — کسی کی کام ہی کیا کام دنیا کام کرتی ہین

نہ بوسہ سنگھا دیتی ہین نہ گیسو چہونی دیتی ہین — یہین ایک عمر گذری ہی کہ صبح و شام کرتی ہین

ہمیں کو چار خون گنہا گہانی سی عجب کیا ہی — وہ جب سی ہی لگاتی ہین تیغ قتل عام کرتی ہین

جگاتا ہی انہین تا صبح اکدن وصل کی شب کو — ابہی سونی دو کہ طالع میری آرام کرتی ہین

نزاکت تخلص لعل لی زنی ست کہ در بندر بمبئی می باشد این غزل بمشتری و زہرہ کہ در لکہنؤ از لولیان نامی ہستند و ذکر شان سابق تحریر آمد نوشتہ بود از رسالہ گلشن ناز نقل برداشتہ شد

نہین گر تری در پہ جانیکی قابل — یہ قسمت ہی کس کام آنیکی قابل

جسے دیکھئے ہو وہ سنگدل ہی — نہین ہت کوئی دل لگانیکی قابل

لیین کیا کیا ضعف نی کام ہمنا — نہین اب ہی لب ہلانیکی قابل

کیا عشق نی ہمکو بدنام سب مین — کہان اب ہی منہ دکہانیکی قابل

اسی ہی ہی درد والم عاشقونکو — یہ ہی نقش الفت مٹانیکی قابل

عجب کیا کشش دل کی اوس سے ملا دو — کہ ہی اب نہین طاقت ملانیکی قابل

عبث ایک بیدرد سے دل لگایا — ہوئی ہم غم و غصہ کہانیکی قابل
عجب دور آیا ہی ناقابلون کا — فلک مین کہان وہ زمانیکی قابل
اگر بزم مین ہو نہ ساقی نزاکت — تو پہر بھی نہین منہ لگانیکی قابل

نظیرن در لکہنو زنی بود پردہ نشین این دو بیت ازوست

کیا کہین تجسی ہم کہ کیا ہین صنم — پاک دامن ہین پارسا ہین ہم
توجو اغیار کی پہلو مین یہان رہتا ہے — مجکو تنہائی مین پہرون خفقان رہتا ہے

نورن نام زنی بود در فرخ آباد ازوین بیت ست و دیگر حال وی معلوم نگردید

مارا تہا تیری زلف نی کل جسکو گلبدن — باغ جہان سی آج وہ بیمار اوٹھ گیا

نازنین سوای تخلص ہیچ حالش معلوم نشد مگر کلامش مثل تخلص نازنین ست و رنگ بوی گلدستہ بخش نشر الناظرین

رک گیا دل جو میرا قابل افغان ہوکر — رہ گئی برہمی دہر کے سامان ہوکر
اپنی کشتہ کو تو ٹہوکری جلاتی جاؤ — پہر کی جاتی ہو کہان ایسی تو ویران ہوکر
نازنین جوشش جو سنا یہ ہی کہ میرا کینہ — رخ سے ظاہر ہی تیری قلب مین پنہان ہوکر
جوہر خنجر قاتل جو گل افشان ہوگیا — تن مجروح میرا رشک گلستان ہوگئی

دم مسیحانہ بھرین اپنی مسیحائی کا — گر کہین تیرہ جان بخش جانانہ دیکہا ہے

امتحان دل عاشق جو اونہین ہے منظور — یا خدا جلد یہ مشکل کہین آسان ہو جای

دلمین میرے ہے خیال زلف جانا آجکل — دیکہتا ہون شب کو مین خواب پریشان آجکل

سر مین سودا ہے میرے زلف سیاہ یار کا — خوش مجہے آتی ہے سیر سنبلستان آجکل

جب کہین پرتو فکن تیرا رخ روشن ہوا — گہر بنا ہے قمر اختر ہر ایک روزن ہوا

دمبدم بسمل تڑپتا خوب جیکو کہولکر — پر ادب آموز ہی قاتل ترا دامن ہوا

جان دی مینے جو اوس چشم سیہ کی عشق مین — سیرگاہ آہوان چین میرا مدفن ہوا

کس صاحب حیا کی آمد ہوئی چمن مین — نرگس نے منہ چھپایا تو نکلی پیرہن مین

اوس مہر وش نے رخ کو کاکل مین جب چہپایا — چوٹی کی بات سوجہی یہ چہپ گیا گہن مین

نقاب سوای تخلص آنصاحب شعر دیگر حالش در پردۂ لاعلمی مستور

آنکہون سے آب اشک بہایا نجائیگا — طوفان نوح ہمسے اوٹہایا نہ جائیگا

میری بجای اوسنی عدو کو بٹہا لیا — یہ داغ رشک مجہسی اوٹہایا نہ جائیگا

وہ اور وصل غیر یہ امر محال ہے — تسکین دی رہا ہے مجہے یار کا حجاب

ہماری خط کی پرزی کسلیے وہ بہیجتا مجکو — جواب نامہ پر تکرار تا مصرف مقرر کی

نقاب اوسکے کوچہ گردی کے خار سے آبلہ پا ہی — عدو اور آستان دلربا خوبی مقدر کی

وہ ہجر انکی صدمی اوٹھای ہوی ہین | کرہا تہو نسی دلکو دبای ہوی ہین
اگر سر کرون جاین چوتہی فلک پر | یہ نالی میری آزمای ہوی ہین
فلک کی عدو کی دل غمزدہ سی | کہین کیا کہ کسکی ستای ہوی ہین
ذرا مجکو سونی دی ای شور محشر | شب ہجر کی ہم جگای ہوی ہین
وہ کیا منہ دکہاینگی محشر مین مجکو | جو آنکہین ابہی سی چرای ہوی ہین
نہ تہی گہر مین غیرونکی ہمنی یہ مانا | مگر کچہ تو ہی جو لجای ہوی ہین
دور سب سی بزم جانان مین بٹہایا گیا | یہ نہ بولا ہای کوی ایک بچا نہ اوسی
اوسی در امید رحم ای حضرت دل خیر | آپ تو نام خدا عاقل تہی کیا جانا اوسی

نوشابہ تخلص احمد جان نام مزنی لولی پیشہ است ساکن رامپور فیضیاب

از صادق علی مائل سلمہ الغفور

لطف افشان گلہای ہی رشک قمر وصلکی رات | کبہی آپہنچی تارون پہ نظر وصلکی رات
جسکی منزل مین وہ آنکلی پہ پہرون اوسکی | اب تلک ہی وہ مہ تابان ہی اودہر وصلکی رات

حرف الواو

انیس ... - نام ای زنی بود از ساکنان قصبہ نیر آباد خدو بت عشر
غیرت آب و جلا ... داد

الفتی نہ دار کا غم جو نہ پڑہ وار ہوتا | تو یہ استخوان میں ہرگز نہ میرے غبار ہوتا
یہ غضب نہیں تو کیا ہی کہ چمن ہی اور گلشن سے | یہ تو وقت ہی کہ جام مے ناب یار ہوتا
نہیں جب ثبات دنیا تو مجھی تیرا گلہ کیا | میری ساتھ عہد کیونکر ترا استوار ہوتا
تجھی کب غفور کہتا کوئی اے کریم ہر دم | کسی بخشتا جو کوئی نہ گناہگار ہوتا
کیوں میں بچی ہیں تحذیر بتان ستم ایجاد | یا رب میں اگر ہوں تو گنہگار ہوں تیرا
کب حضرت عیسی سے شفا ہویگی مجھکو | بیمار تو ہیں نرگس بیمار ہوں تیرا
تو میرا ہی ہمدرد تو میں تیرا ہوں ایلی | تو یار ہی گر میرا تو میں یار ہوں تیرا

حرف الہا

ہمدم تخلص گوہر جان نام طوائف شوخ و شنگ ساکن کلکتہ دار الامارہ

فرنگ

دل کیا یار نے زخمی دم تقریر عبث | بی سبب کھنچ گئی یہ صورت شمشیر عبث
تیرا دیوانہ الفت سے نہ ٹھہریگا کبھو | موجیں پہناتی ہیں سیلاب کو زنجیر عبث
سیکڑوں ہوگئی کل صید یہان آن کی نخچیر | ڈھونڈتی پھرتی ہیں صحرا میں تو نخچیر عبث

ہنر ـ تخلص گنا جان طوائف حال مقیم دربھنگہ

کیوں نہ چھیڑیں پیر کو کیسی ہی دیوانہ مزاج | ہائی یہ پیرانہ سالی اور طفلانہ مزاج

مردم چشم صنم ہی سامری فن ہین کو　　اپنی قابو مین جو کر لیتے ہین بیگانہ مزاج

حشر مین ایک حشر ہو جائیگا برپا ہمسے　　قبر سی اوٹھینگی جسدم تیری دیوانہ مزاج

تا کجا غیر ذلگی صحبت ہوگی منظور نظر　　تا کجا برہم رہیگا ہمسے جانانہ مزاج

ای پری رو تونی عالم کو یہ دیوانہ کیا　　شکل عنقا کی نظر آتی ہین فرزانہ مزاج

لک شمار رحمت اپنی واسطی کافی ہی شیخ　　کیجیے آشنا نہ لیکر سبحہ صد دانہ مزاج

آگیا نام خدا عہد شباب اوسکا اگر　　بزم کی طفلی سے کریگا پھر وہ جانانہ مزاج

ہوش زنی بود مجہول الحال در شہر کرنال

عمر انسان جسقدر بڑہتی جاتی ہی　　اوتنی ویسے حرص بھی بڑہجاتی ہے

حرف الیا

یاد تخلص زینت از آل تیمور گویند حسین بود و صاحب شعر ربود در سنہ ۱۲۹۲ ہجری

راہ عالم بقا پیمود و دم واپسین این دو بیت سرود

عبث فکر درمان ہی ای اقربا　　کہ اب یاد تو یہان سی چلنی کو ہی

سر انجام غسل و کفن کر رکھو　　تن زار سے جان نکلنے کو ہی

یاس تخلص آفتاب بیگم متوطن فیض آباد و کلام بلاغت نظام او لایق داد

اڑنی وہ نخچیر یاد شوق مین جب لی پر لگا　　تیر تیرا جسکی ای پری پیکر لگا

کیا خبر سودائیون کو موسم گل کی ہوئی ـ میری تربت پر برسنی راتدن پتھر لگا

اب بھی گر آنا ہی تو جلد سی آ لیجی خبر ـ ای مسیحا ابتو آئی دم میری لب پر لگا

حال تیری زار کا نوع دگر ہونی لگا ـ جان بلب عاشق ترا ای سیمبر ہونی لگا

نہ جلوہ بخش ترا نور گرامی مصطفی ہوتا ـ تو دنیا مین نکوئی واقف نام خدا ہوتا

تصدق جاؤن مین اپنی رسول پاک کی ہر دم ـ میری مشکل ہین جتنی ای یاسمن وہ مشکل کشا ہوتا

اک اک فرقت مین جان نا تو ان مرض ہکو رہا ـ درد دل گر مٹ گیا درد جگر ہونی لگا

یاسمن کنیز میرانت راللہ خان بہت و در خوش کلامی سحر البیان میر

موصوف نکاح وی باشخصی فرمود بعد ساعتی یاسمن تخلص تہی بخود

آئی کیا جلد خبر کو وہ قضا آنیکی بعد ـ گہر سی نکلی وہ میری جان نکلجانیکی بعد

گردش بخت سی ہون پہر دوچار ـ پہر ترا راہ گزر یاد آیا ...

یاد آیا مجہی گہر دیکہہ کے دشت ـ دشت کو دیکہہ کے گہر یاد آیا

سر مہ کہلوایا خموشی نی مجہی ـ وہ جو منظور نظر یاد آیا

صبر جاتا رہا قرار کے ساتہہ ـ پر میری دل سی جان تو نہ گیا

دختر رز سی رات صحبت تہی ـ شیخ جی کا مگر وضو نہ گیا

یاسمن شاعرہ زینت در سہارنپور واشعار وی در نیرنگ سخن

وگلدستۂ سخن مسطور

کام آخر ہو چکا کہدو تیری بیمار کا
ہی فقط مشتاق اب وہ شربت دیدار کا

کونسی دن کبھی پھاہا چارہ گر آتی نہین
پر یہ بہر نہین میری زخم جگر آتی نہین

طفل سرشک ٹپکی پہ جسدم مچلگئے
چشمو نسی ایک آن مین دریا ابل گئی

رخ روشن کی آگی شمع رکہکر وہ یہ کہتی ہین
اودہر جاتا ہی دیکہین یا ادہر پروانہ آتا ہی

خاتمة الطبع

شکر صد شکر کہ این نامہ مشکین شمامہ بپایان رسید وبتاریخ ہیجدہم ماہ ذیحجۃ الحرام ۱۲۹۹ ہجری ختم گردید تاریخ خاتمہ این سالہ رنگین مقالہ را در مرزا بجان برابر خوش خیال خجستہ مقال فرخندہ خصال پسندیدہ افعال ابو الحسن محتشم حفظہ اللہ وسلم چنین میفرماید وجوہر قابلیت می نماید بفرمان

بفرمان نواب شاہجہان
خداوند بہوپال گردون مکان

چو بنوشت این تذکرہ محتشم
بسی شاد شد خاطر محترم

بتاریخ این سفر آدم پسند
نوشتم خیالات عالم پسند
۱۲۹۹

ایضاً تاریخ طبع

محتشم کرد شعرا ہم یکجا
سحر و سحر حلال خوبان

تخترمہ خواستہ سال طبعش ہاتفی گفت خیال خوبان
۱۳۰۰

قطعۂ تاریخ طبعزاد خان خوش بیان تجاعشقان

گل نظم نسوان شد اہم نمود بہار لیاقت ہمہ مردمے
پی سال طبعش ز شاخ قلم شگفتہ گل گلشن خرمے
۱۳۰۰

قطعۂ تاریخ طبع از کلام بلاغت عنوان سخنور عالی مرتبہ ثانی خان آرزو و میر آزاد منشی فدا علی صاحب المتخلص بفارغ متوطن مرادآباد

اندرین سفر بہ پیرایۂ نظم لطف طباعی نسوان دیدم
مثل ابروے بتان ہر مصرع بیت سر دفتر دیوان دیدم
در شب تار چو کرم شب تاب معنی از لفظ درخشان دیدم
بہر تشبیہ مداد و کاغذ ظلمت و چشمۂ حیوان دیدم
از مضامین تر و رنگارنگ رونق حسن گلستان دیدم
سرو ہر سطر بصحن اوراق جلوہ گر چون قد خوبان دیدم
میم مانند دہن لام چو زلف صاد چون عین حسینان دیدم
شکل مردم نظر آمد نقطہ مرکز کاف چو مژگان دیدم
طبع من جست چو سال طبعش ہالۂ ماہ درخشان دیدم
۱۳۰۰ھ

قطعہ تاریخ از کلام خاکسار ابوالقاسم محتشم مولف این تذکرہ سراپا بہار

قوس نیا کا اوتار اور چڑہاؤ ٹھیک انداز ہے زیر و بم کا
چشم عبرت سے عزیزو دیکہو جلوہ بوقلمون عالم کا
ہی کہین جوش نشاط و شادی ہی کہین شور بپا ماتم کا
ہی کوئی مست شراب عشرت اور ہی کوئی نشانہ غم کا
نام چاہو تو نشانی چہوڑو کچہہ بہروسہ نہین دم و ذدم کا
محتشم جلوہ رنگین دکہلاؤ زلف تاریخ کے پیچ و خم کا

	مطلع مطبع سرکا ریسے آج کیا ماہ درخشان چمکا	

قطعہ تاریخ طبع از منشی عبد العلی صاحب ملازم محکمہ نظامت شاہجہانی متوطن قصبہ بیریہ علاقہ بہوپال ۱۳۰۰

دلکی آنکہون سے عزیزو دیکہو مجمع انجمن خوبان ہے
مجہہ مین سنو تاریخ اسکی طرفہ یہ تذکرہ النسوان ہے

قطعہ تاریخ از نتیجہ طبع سلیم منشی محمد ابراہیم ۱۳۰۰

تخلص ملازم مجلس نایب الریاست بھوپال شاگرد تاریخ مالی خیال سلمہ اللہ المتعال

بلبلو سنی گل بادہ وے کے کھو　　نظم رنگین کا گلستان دیکھو

گلفشانی کی بہار دین لوگو　　ناز و غمزہ کا پرستان دیکھو

حسن معنی سے کرو نظارہ　　سیر گلدستۂ نسوان دیکھو

گرم اشعار سے آنکھیں سینکو　　قلزم عشق کا طغیان دیکھو

ہجر کے کہدو یہ سال فصل　　جلوۂ ماہ درخشان دیکھو

قطعہ تاریخ ریختہ کلک پنڈت گوری شنکر صاحب متخلص حافظ دفتر تنظیمات شاہجہانی

لکھا تذکرہ شاعرہ عورتوں کا　　کیا محتشم لی بڑا اون پہ احسان

جو سچ پوچھیے تو زبان قلم سے　　پلایا ہی ہر ایک کو آب حیوان

لکھی گوری شنکر نے تاریخ اسکو　　ہوا طبع با آب ماہ درخشان

قطعہ تاریخ ریختہ کلک بلاغت سلک منشی امداد علی خلف الصدق شاعر المعی دبیر لوذعی غریق رحمت لم یزلی منشی احمد علی صاحب

محتشم از پی تفریح سخن پردازان — زد بانگشت قلم مجمع خوبان جہان

گفت امداد علی از پی سال فصلی — جامۂ طبع بپوشید کتاب تازہ

قطعہ تاریخ ریختہ قلم جادو رقم ثانی ندیم و نسیم منشی جادو رای صاحب المتخلص بشمیم متوطن بھوپال سلمہ المتعال ملازم دار الانشاء ریاست ۱۲۹۰ ف

آپ سا حضرت ابو القاسم — کوئی لائی کہاں سی ذہن رسا

جمع یکجا کیا بسعی بلیغ — تذکرہ شاعرات اردو کا

شاد ہو کر لکھا شمیم نی بھی

سال تالیف مخزن الشعرا

۱۲۹۶ھ

دیگر تاریخ طبع ایضاً

حضرت محتشم کی کوشش سے — جنکا ہی دلکش و ظریف سخن

ہند کی عورتوں نکا اردو مین — جمع یکجا ہوا لطیف سخن

حسب فرمان والی بھوپال — شکر حق چھپ گیا نظیف سخن

جو کوئی تم سی پوچھے کہدو شمیم — سال ہی طبع کی شریف سخن

تاریخ ختم ماہ درخشان از کلام محمد علی خان ساکن قصبہ ایرز ۱۳۰۰ھ

شاگرد مولوی سید اطہر علی صاحب متوطن قصبہ کوڑہ

وہ چہ خوش بنوشت رنگین تذکرہ محتشم سرخیل بزم شاعران
نی غلط گفتم نو آئین تذکرہ رشک باغ صد جریب اصفہان
شد چو تالیفش تمام از فضل حق فکر تاریخش نمودم درجنان
فصلی و ہجری دو مصراع بدیع ہاتف و من گفتہ ام باہم چنان
از برای سال ہجری ای جوان گفتہ ام ماہ درخشان زبان
۱۲۹۹
بہر فصلی گفت در گوشم سروش گو کتاب محتشم زیب جہان
۱۲۹۹

قطعہ تاریخ طبع محمد عبد الرحیم ملازم مطبع ریاست ابن منشی محمد امجد صاحب مہتمم محکمہ مناصب

شگفتہ کیون نہ ہون کلیان دلکی عجب گلدستۂ عشرت ہوا طبع
کہا ہاتف نے وقت فکر تاریخ لکھو گلدستۂ فرحت ہوا طبع

قطعہ تاریخ طبع از نتیجہ طبع وقاد سید ناظم علی صاحب ناظم تخلص متوطن بھوپال

خامۂ گوہرفشان محتشم چون سواد تذکرہ را کرد طی
گفت ناظم مصرع تاریخ طبع یادگار شاعرات نیک پی

تقریظ ریختهٔ کلک گهر سلک ماهر و ناظم بی‌همتا عشقی مجنون خصل صاحب المتخلص بخوش متوطن بھوپال

مرا ناله از پردهٔ دل برآید
بنازیکه لیلی ز محمل برآید

یارب نگارندهٔ این مشکین پرند چه کسی بوده است که هر دم بانگیزش نقشهاے گوناگون دل از جامی برده و بتماشایش پیکر آرائی شگرف هوش از سر باز میگیرد این پیش طائفهٔ از پیچیدگان پارسی گفتار بجلوه در آورده همیدون از جور و شان ریخته سنج هنگامه ساز کرده و چه هنگامهٔ که دیده جز بدیدنش شکیبا نیارد کرشمه سنجی حسن تماشش مشکل کرد لا نفرسید باز زیبائی آن هنگامه بهشت آرزو کرده

جیغ است بر خویشتن که بارعنائی آن دلبران از جور یاد آوردن و رعیت بر جان و تن گفتار نمکین لذت سرشته آنها که پسته و بادام صفت آمده بہانا گزیرک

میکشان بزم محبت آمده
بزمیکه مست باز مرا جلوه گاه شد
بادام چشم نقل شراب نگاه شد
مگر آراستهٔ این مجمع دل آرا نخستم

خجسته شمیم باشد که غازه کش رخسارهٔ شاهد سخن آمده و در بدایع طرازی نادرهٔ زمین چیستانها باشد که نقد ذی ارج و دانائی و الا فطنت مخدومی مولانا سے رفعت آمده که هر زیبا قرش را انداز جداگانه بین و در نورد نوائین

نگارش الفاظ آشنا و معانی بیگانہ مین باعث چیست خانزاد حسن
تحریرش و فصاحت کیست پرورده لطف تقریرش ـ ے
در دست خرد گردن مینائی گلابست تا هست قلم غالیه پاش سخن او
آقائی ما مولائی ما نواب امیر الملک والا جاه بهادر دام اقباله که بازوے
جاه و ارجمندش از کاوش کی نشان مجو و با فراخی دستگاه علم و هنرش از جای
وخن مگو اگر پایش درمیان نبودی و جوهرشناسی و قدردانیش حظ از
نبودے حاشا که چنین کارنامه بابر روی کار آمدی و از کجا که حسن این یوسف

طلعتان رونق بازار آمدی

گشته نمیدید کسی خلوتیان را	گر یوسف ما بر سر بازار نبودی
گر غالیه سا خال و خط یار نمی گشت	سنبل بغل مشک بخروار نبودی

المختصر چون شوریده دلم را بسر وقت این گلرخان غنچه دهن گذر افتاد ـ
ازانجا که بلبل کیش آمد این ناله مستانه و نشید عاشقانه سر داد الهی
زلیخا منشان سخن را باین یوسفستان وقت خوش و دل شاد و دست
درگردن شاهد مراد باد فقط

ضمیمہ ماہ درخشان

سکندر جہان بیگم نام ضیا تخلص ساکن جاورہ دختر نیک اختر میر امیر علی صاحب سابق کوتوال جاورہ اشعار ابدار خویش بغرض درج تذکرہ بسبیل یادگار فرستاد چونکہ قبل از رنگ وصول ترتیب تذکرہ باختتام رسیدہ بود ناچار اقتحاماً بطور ضمیمہ حلیہ طبع پوشید روشنی طبع وقاد ضیا از ہر مصرعہ تابان روشن و درخشان است ؎

حاجت مشاطہ نیست روی دل آرام را

غزل

ایک قاتل سے دوستی کی ہے — موت سے ہمنے دل لگی کی ہے

کوئی کہتا ہی ہمکو دیوانہ — یہ نشانی تو ایک پری کی ہے

خون دل خشک ہو گیا شاید — اشک نے چشم میں کمی کی ہے

تیری فرقت میں ای مسیحا دم — ہمنی مر مر کے زندگی کی ہے

ای پری ہے وہ تیرا حسن ملیح — حور بھی جسکی آگے پھیکی ہے

کب تلک ظلم ای ستم ایجاد — انتہا بھی ستم گری کی ہے

فیض استاد مہربان ہی ضیا — دھوم جو تیری شاعری کی ہے

ایضاً

ہم بغل جب سی کرو جانان نہین
دل نہین پہلو مین تن بیجان نہین

کیون نہ کہون مصحف عارض سی عشق
سخت کافر ہی جسی ایمان نہین

کون نہ سے اوس پہ ہو نا ظالم کو دل
مفت کی ایسی کسی کی جان نہین

بخیہ گر دست جنون سی تنگ ہین
جیب کچہہ باقی ہی تو دامان نہین

ہی کسی آئینہ رخ کا خیال
ورنہ یون ہو جہ مین حیران نہین

میری بیتابی پہ روتی ہین عدو
دوست میری حال پر گریان نہین

جینی دیتی ہی نہ مرنی دیتی ہے
تیری ظالم ہر گہڑی کی ہان نہین

ہی کوئی آتش کا پرکالہ صنیا
سینہ مین اپنی دل سوزان نہین

ایضاً

ہوا اک آفت جان پر فنا دل
نہ دی دشمن کو بہی ایسا خدا دل

کہان ڈہونڈون کدہر گم ہو گیا دل
ابہی تو پاس میری تہا مرا دل

پی شوق جفا لاوے کہان سی
تمہین تو چاہئے روز اک نیا دل

دل ناکام لیکر کیا کروگے
نہین صاحب تمہاری کام کا دل

بت کافر سوا تیری خدا سے
نہین رکہتا ہی کوئی التجا دل

نہ کہو تا تو نہ سی اوسکو ای ستمگر
نہ پاتا پہر ایسا باوفا دل

کیا ہر ایک سے بیگانہ مجھکو ؛ ہوا جب سے محبت آشنا دل
نہ نکلا ایک بھی ارمان افسوس ؛ ہزارون حسرتون سے ہی بھرا دل
نہین پروا اوسے دیتی ہین ہم جان ؛ ہوا کس بیوفا پر مبتلا دل
بتون نے کر دیا اب غیرت دیر ؛ کبھی مشہور تھا بیت خدا دل
ہوا پھر اوس بت کافر کا طالب ؛ خدا سمجھی تجھے ای بیحیا دل ؛

ایضاً

کچھ عجب اضطراب ہی دلمین ؛ صبر ہی اور نہ تاب ہی دلمین
اسلئے عرش اوسکو سمجھی ہین ؛ کہ وہ عالی جناب ہی دلمین ؛
بوسہ اوسنے تو دل دیا ہمنے ؛ دوستون کا حساب ہی دلمین
نہین بیوجہ ہم ہین آوارہ ؛ عشق خانہ خراب ہی دلمین
کرتی ہین شانہ زلف مین وہان غیر ؛ اور یہان پیچ و تاب ہی دلمین
یون جو ہم نوجوان مرتی ہین ؛ اونکی یاد شباب ہی دلمین
تا کجا جرم بیحساب ضیا ؛ کچھ بھی خوف حساب ہی دلمین

ایضاً

بیوفائی کو باوفا جانا ؛ ہای کمبخت دل نے کیا جانا